نسلِ نو پر مغربی تعلیم کے اثرات کا طائرانہ جائزہ

Nutty as a Noodle Stories

(پہلی قسط)

پروفیسر خالد جامعی

www.banuri.edu.pk

’’ERDC‘‘ تعلیم و تدریس سے متعلق مشاورت کا نامور ادارہ ہے، اس کے سربراہ جناب سلمان صدیقی اور ان کے رفیق کار جناب زبیر شیخ صاحب نے ڈاکٹر عبدالوہاب سوری اور راقم الحروف کو دعوت دی کہ وہ کراچی کے چند اہم ترین اسکولوں کے مالکان، منتظمین، مہتمم، مدرسین اور بہی خواہوں کی ایک خصوصی نشست میں شرکت کریں اور ان کے اسکولوں کو درپیش مسائل اور ان اداروں سے فارغ ہونے والی نوجوان نسلوں کے بارے میں ان کے زَرین خیالات، سوالات، شبہات و اشکالات، اضطراب اور ابہامات براہِ راست سنیں۔ ہم دونوں نے اس فکر انگیز نشست میں شرکت کی اور اسکولوں سے وابستہ نہایت مخلص، دین دار، صاحب ایمان خواتین و حضرات کے خیالات سنے۔ ان سب کا مشترکہ موقف یہ تھا کہ ہم اپنے اسکولوں میں اسلامی طرزِ زندگی، اسلامی تعلیمات، اخلاقیات، تجوید، قرآن، حدیث، سب کچھ کا بہت خیال رکھتے ہیں، لیکن اس کے باوجود نتائج حوصلہ افزاء نہیں ہیں۔ ہمارے اسکول سے فارغ ہونے والے بچوں کا آئیڈیل مغرب ہی ہوتا ہے، وہ اپنے مستقبل کے حوالے سے بہت زیادہ متحرک ہوتے ہیں اور ان کو منزل پاکستان سے باہر ہی نظر آتی ہے۔ ہم اس مسئلے کو کیسے حل کریں؟ ہمارے بہترین ماحول، بہترین اسلامی تربیت کے باوجود بچوں میں یہ خیالات کیوں پیدا ہوجاتے ہیں؟

یہ ایک اہم سوال ہے جس کا جواب طویل ہے، مختصر نہیں۔ جدید اسکول کا نظام کہاں سے آیا ہے؟ اس کی مابعد الطبیعیاتی اَساس کیا ہے؟ اس کے مقاصد و اہداف کیا ہیں؟ اس کا نصاب کس بنیاد پر مرتب کیا گیا ہے؟ اس کی تاریخ کیا ہے؟ ان اداروں کے قیام کے لیے جبر کیوں کیا گیا؟ بچے پر نماز سات سال میں فرض ہوتی ہے، لیکن اسکول میں بچے کا داخلہ اس وقت کیوں ہوجاتا ہے جب وہ ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے؟ خدا کی عبادت بچہ سات سال میں شروع کرتا ہے، مگر معدہ اور معاش کی عبادت ماں

اس نے انڈے دینے شروع K، وہ ہم نے کھائے۔ آخری انڈہ دیتے ہوئے وہ بطخ کے گھر کی طرف چلی، گھسٹتی لڑکھڑاتی ہوئی وہاں پہنچی، آخری انڈہ اس نے بطخ کی د r پر دے کر اپنے انڈے کو بطخ کے سپرد کر دیا اور یہ فرض ادا کرنے کے بعد وہیں اپنی جان دے دی، بطخ اسے اپنا انڈہ سمجھ کر گھر میں لے گئی۔ پھر بطخ بھی کئی انڈے دے رہی تھی، بچے پیدا ہوئے، ان میں مرغی کا بچہ بھی شامل تھا، بطخ بچوں کو تیرنے کے لیے پانی میں لے جاتی تو مرغی کا بچہ تیرنے کے بجائے بطخ کی پیٹھ پر بیٹھ جاتا، بطخ اسے اپنا ہی بگڑا ہوا بچہ سمجھتی جو پانی سے خوف کھاتا ہے۔ ایک مرغی موت کا اندازہ کرتے ہی اپنے مستقبل کو ایک محفوظ ہاتھ میں منتقل کرنا چاہتی ہے، یہ ماں کی محبت ہے۔ مغرب اور Edexcle ہمیں کس قسم کی ماں سے آگاہ کر رہا ہے؟ لبرل ازم اور سرمایادارانہ نظام کے معاشی اصولوں کا سنہرا اصول ہے کہ ”Each according to his ability“ کہ ”ہر شخص کو اس کی صلاحیت واستعداد کے مطابق رزق ملنا چاہیے“ جبکہ سو C م اس اصول کو تسلیم نہیں کرتا، اس کا دعویٰ ہے کہ ہر شخص کو اس کی ضرورت کے مطابق ملنا چاہیے کہ تمام انسان برابر تو ہیں مگر صلا 6 ں میں برابر نہیں ہیں ”Each according to his need“ لہٰذا اجتماعیت کو کم زور افراد کے لیے قربانی دینا چاہیے۔ اسلام کا اصول یہ ہے کہ اللہ کی پیدا کردہ مخلوق اور اس کے خاندان بنی آدم یعنی انسان کی خدمت ہر مسلمان کا فرض ہے، کیونکہ تمام انسان اللہ کا کنبہ ہیں: ”**الخلق عیال اللّٰہ**“ جو جس کے جتنا قریب ہے اس کی کفالت اس کی اخلاقی، مذہبی اور شرعی ذمہ داری ہے۔ اگر کوئی کمانے کے قابل نہیں ہے تو کمانے والوں کی انفرادی، اجتماعی، گروہی، معاشرتی، خاندانی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے عزیز کا اور اجنبی کا بھی خیال ر O ۔ اللہ تعالیٰ روزِ قیامت کے دن بندے سے پوچھے گا کہ میں بھوکا تھا، تو نے = کھانا نہیں کھلایا، میں پیاسا تھا، تو نے = پانی نہیں پلایا۔ جواب میں انسان کہے گا: اے اللہ! آپ کیسے بھوکے پیاسے ہو سکتے ہیں؟ تو جواب ملے گا: میرا فلاں بندہ بھوکا تھا، فلاں پیاسا تھا، تم نے اس کا خیال نہیں رکھا۔ اسلام اس نقطۂ نظر کا حامی ہے۔ حدیث میں ماں کی محبت کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ اللہ کی محبت ستر ماؤں کی محبت سے زیادہ ہے، یعنی اللہ کی محبت کے لیے مثال دی گئی تو اس دنیا سے ماں کو منتخب کیا گیا۔ یہ کہانی ماں کی ایک نہایت گھناؤنی تصویر پیش کرتی ہے جو روایتی، مذہبی، الہامی اور اسلامی تہذیبوں کے تصورِ انسان، تصورِ عبد اور تصورِ مال کے صریحاً منافی ہے۔ یہ خالصتاً مغربی مادہ پرست ماں ہے جو پیسے کے لیے جیتی اور پیسے کے لیے مرتی ہے، اس کی زندگی کا مقصد محض مادی خوش حالی اور ترقی ہے، چونکہ احمق بیٹے نے اپنی حماقت سے ہی مادی خوش حالی کے دروازے اپنے اوپر کھول لیے تھے، لہٰذا وہ خوش ہوگئی۔ مزے کی بات یہ کہ جدیدیت ”modernism“ کے اور فکر کے تحت تخلیق کردہ اس کہانی کی کتاب پر روایتی مختصر کہانیاں [Traditional Short Stories] لکھا گیا ہے، یہ محض دھوکہ ہے، تاکہ یہ بتایا جائے کہ ماضی بھی ایسا تھا اور عہدِ حاضر میں ہمارا حال بھی ایسا ہی ہے۔

(جاری ہے)

www.banuri.edu.pk